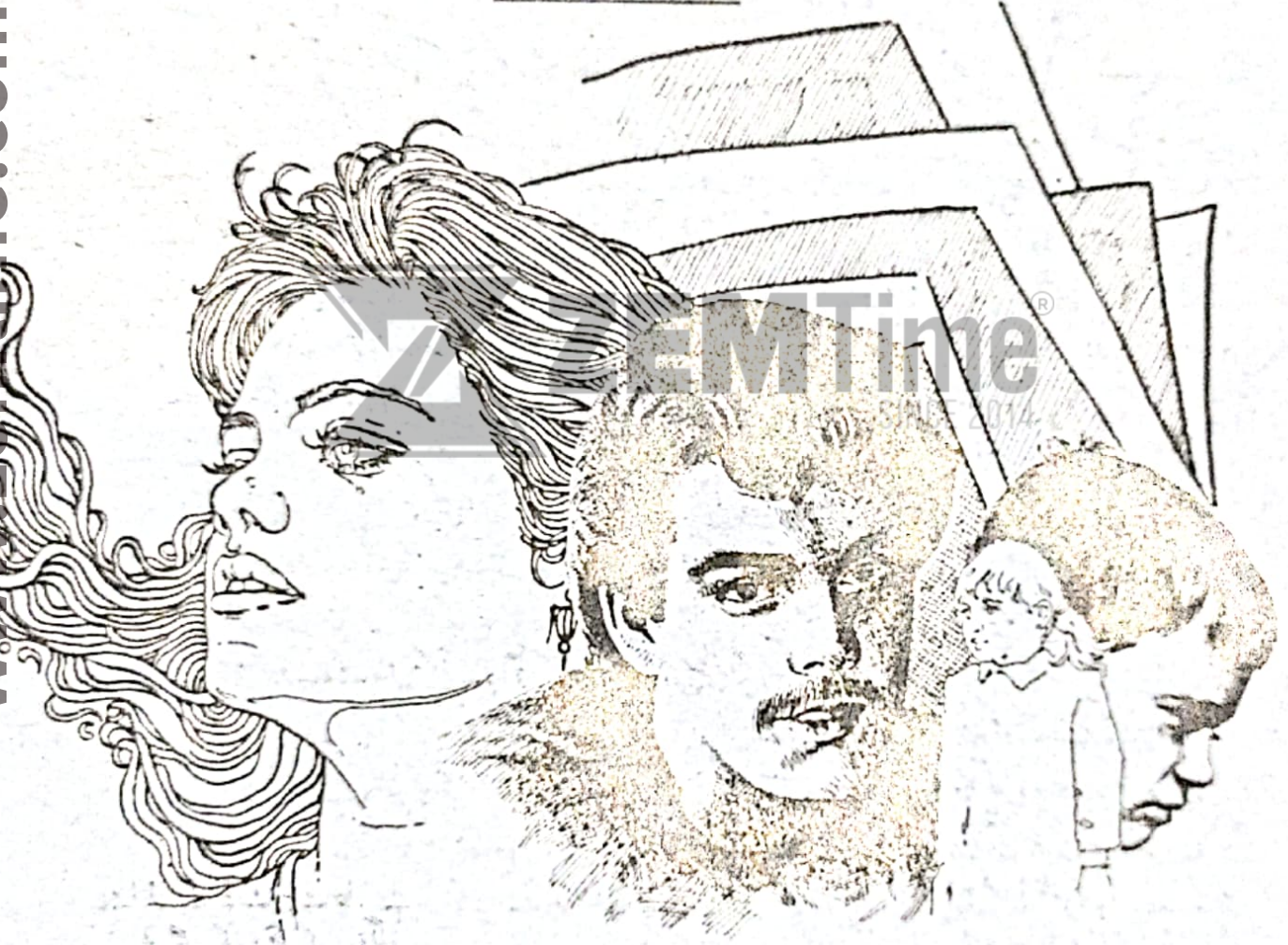


آگئی

شگفتہ ناز ملک



امبر اور صبا دوست ہونے کے ساتھ خالہ زاد بھی تھیں۔ قسمت کی بات کہ دونوں کی شادی بھی ایک ہی فیملی میں ہوئی سودوونوں کی دوستی شادی کے بعد بھی اسی طرح برقرار رہی۔

اگلے دن جب صبا بازار ساتھ جانے کے لیے امبر کے گھر پہنچی تو دروازہ ایک دس، گیارہ سالہ بچے نے کھولا۔ صبا حیران ہوئی کہ صورت دھلیے سے

”ہیلو صبا کیسی ہو.....؟“ امبر نے کہا۔

”تم سناؤ واپس آگئیں گاؤں سے؟“

”ہاں یار، میں تو دو تین دن ہوئے واپس آگئی

تھی۔ تم کہاں غائب ہو؟“ صبا نے شکوہ کیا۔

”کہیں نہیں یار بس وہی گھر کی مصروفیت..... تم

سناؤ گاؤں کا ٹور کیسا رہا؟“ دونوں لگ گئیں باتوں میں

تو بازار جانے کا پلان بھی بن گیا۔

آگیا

کر امبر دھیمی پڑ گئی۔ صبا کو سخت افسوس ہوا کہ دمبر کا مہینہ تھا ظفر نے کوئی سوئیٹر بھی نہیں پہنا ہوا تھا اور امبر نے سارے کاموں کا بوجھ ہی اس معصوم پر ڈال رکھا تھا۔

”امبر تم اس بچے کے ساتھ کچھ زیادتی نہیں کر رہیں۔“ صبا نے کچھ دیر بعد سب کچھ دیکھ کر سہیلی سے کہا۔ ”تم اسے بھی اسکول میں داخل کرادیتیں۔“

”چھوڑو یار! اسے پڑھائی کا شوق نہیں ہے اور کیا زیادتی کر دی ہے میں نے۔ آرام سے رہتا ہے، کھانا، پیتا ہے۔“

”پھر بھی بہتر نہیں تھا کہ اس کی اسکولنگ پر توجہ دیتیں۔“ صبا نے دھیرے سے کہا۔

”اوہو... کہا تو ہے اسے پڑھائی کا شوق نہیں ہے۔“ امبر نے تنک کر کہا تو صبا بھی اس کے بدلتے موڈ کو دیکھ کر چپ ہو گئی۔

گھر واپس آ کر بھی صبا کو ظفر کا خیال رہا لیکن وہ اس سے زیادہ کچھ کر نہیں سکتی تھی۔ دن گزرتے رہے اور امبر کا رویہ ظفر کے ساتھ خراب سے خراب تر ہوتا چلا گیا۔ صبا نے ایک دوبار سمجھانے کی کوشش کی تو امبر کا وہی ایک جواب کہ.....

”کیا کمی ہے ظفر کو سب کچھ تو مہیا ہے، کھانا پینا، رہنے کو جگہ اور کیا چاہیے اسے.....“

ایک دن تو حد ہی ہو گئی امبر اور صبا نے کہیں میلاد شریف پر جانا تھا اور چونکہ صبا کا گھر ذرا دور تھا تو وہ ہی پہلے آتی تھی اور امبر کو پک کرتی تھی جو غمی صبا گھر میں داخل ہوئی اس نے دیکھا کہ شان نے ظفر کو بالوں سے پکڑا ہوا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے تابڑ توڑ کئی پھڑاس بچے کے منہ پر مار دیے، صبا سے چھڑانے کو بڑھی اتنے میں شور سن کر امبر بھی باہر نکل آئی۔

پوچھنے پر پتا چلا کہ ظفر، شان کو کرکٹ میں باؤٹنگ کر رہا تھا بال ٹھیک سے نہیں ہوئی تو شان کو غصہ آ گیا۔ صبا نے ملاستی نظروں سے امبر کی طرف دیکھا۔

”یار تمہیں پتا تو ہے شان اکلوتا ہے، لاڈلا ہے، ذرا ضدی بھی ہے۔ غصہ جلدی آ جاتا ہے۔“ امبر جلدی سے بولی۔

ماہنامہ پاکیزہ۔ اکتوبر 2022ء 133

دیہاتی نظر آنے والا یہ بچہ کون تھا کیونکہ امبر کے اپنے دو بچے تھے بڑا شان جو کہ تقریباً اسی بچے کا ہم عمر تھا اور چھوٹی سوئی جو کہ ابھی چار سال کی تھی۔ ابھی وہ اس کے گھر کے اندر داخل ہوئی تھی کہ امبر بھی کمرے سے نکل آئی وہ تیار ہی تھی۔

”چلو صبا بس دیر ہو رہی ہے۔“ پھر وہ اس بچے سے مخاطب ہوئی۔

”اچھا ظفر تم بچوں کا خیال رکھنا، شان کو کھانا گرم کر کے دے دینا، سوئی کو دودھ دے دینا برتن دھو لیتا، سارا وقت ٹی وی نہ دیکھتے رہنا۔“ امبر نے اس بچے سے کہا..... صبا منہ کھولے یہ سب سن رہی تھی۔

”ارے کون ہے یہ بچہ.....؟“

”تم چلو بتاتی ہوں سب۔“ امبر نے صبا کا ہاتھ پکڑا اور باہر نکل آئی۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی صبا نے پھر پوچھا بچے کے بارے میں تو امبر نے بتایا۔

”ارے یہ بچہ گاؤں سے میرے ساتھ آیا ہے، ماں مر گئی ہے پچارے کی۔ باپ نے دوسری شادی کر لی سو میں ماں ساتھ رکھنے کو تیار نہیں، اس کا... باپ میرے سر کا پرانا ملازم ہے۔ اس نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اس بچے کو اپنے ساتھ شہر لے جاؤں کہ گھر کا کام کر دے گا۔ میں بھی لے آئی کہ کام بھی کر دے گا اور ثواب کا ثواب بھی۔“

”مگر یہ بچہ تو ابھی چھوٹا سا ہے کیا کام کرے گا؟“

”ارے چھوڑو تم اس کو سب کر لیتا ہے۔ تم بتاؤ کس برانڈ کے آؤٹ لیٹ جاتا ہے۔“ پھر دونوں زورو شور سے شاپنگ کی باتیں کرنے لگیں۔

کچھ دن گزرے تو صبا کو پتا چلا کہ امبر کے بیٹے شان کی طبیعت خراب ہے تو وہ اسی شام وقت نکال کر ملنے چلی آئی۔ معمولی ساموکی بخار تھا لیکن امبر کی تو مانو جان پر بن آئی تھی۔ وہ بچے کے ساتھ بیٹھی تھی اور ظفر پر چلا رہی تھی کہ اس نے مشین لگائی تو شان کے کمرے کی بیڈ شیٹ نہیں دھوئی اور وہ پچارہ صفائیاں دے رہا تھا کہ باجی شان نے بیڈ شیٹ اتارنے نہیں دی تھی۔ صبا کو دیکھ

”پھر بھی امبر تمہیں سمجھانا چاہیے شان کو، ظفر بن
ماں کا بچہ ہے کچھ تو خیال کرو.....“

”یار میں خیال تو رکھتی ہوں تمہیں پتا نہیں کیا لگتا
ہے ہمیشہ ہی کہتی رہتی ہو.....“ امبر بولی تو صبا بیچاری خون
کے گھونٹ پی کر رہ گئی پھر دھیرے سے بولی۔

”پیار اور خیال بھی کیا کرو.....“
”کرتی ہوں یار تمہیں کیا پتا بہت خیال رکھتی
ہوں.....“ امبر نے جلدی سے کہا۔

ظفر بیچارے کی تو زندگی گھن چکر بن گئی تھی۔ گھر
کے کئی چھوٹے بڑے کاموں سے لے کر شان اور سونی
کے خخرے بھی اس بیچارے کو اٹھانے پڑتے، ادھر امبر
اس کو پوچھا لگانے کا حکم دے کر جاتی تو شان کو جوتے
صاف کرانے یاد آجاتے۔ سونی کی ضد ہوتی کہ اس کی
سائیکل کو ظفر دھکا لگائے۔ سارا، سارا دن اس بیچارے
کو ایک منٹ بیٹھنے کا وقت نہ ملتا..... اوپر سے امبر کا
روہ اور ڈانٹ ڈپٹ..... الامان..... صبا جب بھی امبر
کو ملتی اسے سمجھانے کی کوشش کرتی..... انہی دنوں
گاؤں سے امبر کی ساس اس کے گھر رہنے کو آئیں کچھ
دن تو وہ چپ رہیں لیکن ایک دن انہوں نے شان کو
سمجھانے کی کوشش کی کہ ظفر آپ کا بھائی ہے اس سے
ایسا رویہ نہ رکھو.....“

”یہ اور میرا بھائی..... ہونہہ.....“ شان نے
حقارت سے کہا۔

”نہیں یہ ہمارا نوکر ہے بس.....“ اور دندنا تا ہوا
چلا گیا۔

انہی دنوں امبر کے شوہر کا ٹرانسفر دوسرے شہر
میں ہو گیا۔ وہاں فیملی رکھنے کی گنجائش نہیں تھی سو وہ اکیلا
چلا گیا۔ اب امبر نے سوچا کہ اسے ڈرائیونگ سیکھ لینی
چاہیے سو اس نے ڈرائیونگ کلاسز لینی شروع کر دیں
اور جلد ہی اپنی ٹریننگ مکمل کرنے میں لگ گئی۔ پندرہ،
بیس دن کے بعد ایک دن اس نے صبا سے کہا۔

”چلو کالونی کا چکر لگاتے ہیں تم بھی دیکھو میں
کیسی ڈرائیو کرتی ہوں۔“

134 ماہنامہ پاکیزہ۔ اکتوبر 2022ء

”نہ بابا مجھے تو معاف رکھو.....“ صبا نے ہنستے
ہوئے کہا۔

”ارے کچھ نہیں ہوتا آؤ ناں..... امبر نے اس
کا ہاتھ پکڑا اور گاڑی میں بٹھالیا۔ کالونی کی پرسکون
سڑک پر آہستہ، آہستہ گاڑی چلاتے ہوئے جونکی وہ
ایک موڑ مڑی نہ جانے کہاں سے سامنے ایک کتا آگیا
بدحواسی میں بریک لگاتے، لگاتے اسٹیئرنگ بھی گھما دیا۔
رکتے، رکتے بھی گاڑی درخت سے ہلکی سی ٹکرائی۔
دونوں ہی گھبرا چکی تھیں ذرا حواس بحال ہوئے تو خدا کا
شکر کیا کہ اس نے کسی بڑے حادثے سے بچالیا۔

”خدا انخواستہ صبا اگر گاڑی زور سے درخت سے
جا لگتی تو کیا ہوتا اُف..... مجھے تو بچوں کا خیال آرہا
ہے۔ پتا نہیں مجھے کچھ ہو جاتا تو میرے بچے۔“ اس
نے جھرجھری لی۔ جب امبر نے مسلسل تیسری دفعہ یہ
بات کی تو صبا جواب بولی۔

”کیا ہوتا یار وہی ہوتا جو ظفر کا ہوا ہے۔“
”کیا..... کیا..... کہا.....“ جوابا امبر پھٹی، پھٹی
آواز میں بولی۔

”ہاں ناں امبر مجھے یا تمہیں کچھ ہو جاتا تو
ہمارے بچوں کے ساتھ بھی تو ظفر جیسا ہو سکتا ہے۔“
”اللہ نہ کرے.....“ دوسرے ہی پل امبر
اسٹیئرنگ پر سر رکھے پھوٹ، پھوٹ کر رو رہی تھی۔

”یا اللہ مجھے معاف کر دے، مجھے معاف کر دے
واقعی مجھ سے بھول ہو گئی، ہاں امبر ہم انسان خطا کے
پتلے ہیں لیکن ہمیں ہمیشہ دوسروں کو اپنی جگہ پر رکھ کر
سوچنا چاہیے تم ٹھیک کہتی ہو امبر..... جب اپنے دل پر
چوٹ پڑتی ہے ناں تو پتا چلتا ہے، تکلیف کا احساس کیا
ہوتا ہے، مجھے بھی احساس ہو گیا ہے کہ دو وقت کا بچا کھچا
کھانا اور سونے کی جگہ ہی اس معصوم کے لیے کافی
نہیں.....“ اس کی آواز بھرا گئی تھی۔ ”میں اپنی تمام
کوتاہیوں کا ازالہ کروں گی صبا۔“

”ان شاء اللہ۔“ صبا بولی اور اسے اپنے ساتھ لگالیا۔

